ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 24 مئی 1954

کے این گروسوامی

بنام

دی سٹیٹ آف میسوروودیگراں۔

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، مکھرجی، ویوین بوس، بھگوتی اور وینکٹارا ما آئر جسٹس صاحبان]

آئین ہند آرٹیکل 226-رٹ بابت رٹ بابت حکم امتناعی - میسور ایکسائز ایکٹ 1901، قواعد 1) Iاور 2)، II (8 اور 10)-شراب کی دکانوں کی نیلامی- فروخت سب سے زیادہ بولی لگانے والے پر روک دی گئ-فروخت ڈپٹی کمشنر کے ذریعے تصدیق کے تابع ہے-ایکسائز کمشنر نے زیادہ پیشکش پر فروخت منسوخ کر دی-ڈپٹی کمشنر کو ٹینڈر منظور کرنے کی ہدایت-ٹینڈر منظور کر لیا گیا- آیا غلط ہو- آیا حالات کے تحت رٹ بابت رٹ بابت حکم امتناعی اجراء کیا جائے۔

اپیل کنندہ G اور چوتھا مدعا علیہ T ریاست میسور میں سال 54-1953 کے لیے شراب کے معاہدے کی فروخت کے حریف ٹھیکیدار تھے۔اس معاہدے کی نیلامی ڈپٹی کمشنر نے میسور ایکسائز ایکٹ 1901 کے ذریعے انہیں دیے گئے اختیار کے تحت کی تھی۔اپیل کنندہ کی بولی سب سے زیادہ تھی اور معاہدہ ڈپٹی کمشنر کی طرف سے باضابطہ تصدیق کے تابع اس کے حق میں ختم کر دیا گیا تھا۔چوتھا مدعا علیہان نیلامی میں موجود تھا لیکن بولی نہیں لگائی۔اس کے بجائے وہ براہ راست ایکسائز کمشنر کے پاس گیا اور اس سے زیادہ پیشکش کی۔ایکسائز کمشنر نے G کے حق میں فروخت منسوخ کر دی اور ڈپٹی کمشنر کو قاعدہ II.10 کے تحت کارروائی کرنے کی ہدایت کی۔مؤخر الذکر نے T کا ٹینڈر قبول کر لیا۔رٹ بابت حکم امتناعی کے لیے اپیل کنندہ کی درخواست کو عدالت عالیہ نے مسترد کر دیا تھا لیکن اسے آئین کے آرٹیکل 133(1) کے تحت سرٹیفکیٹ دیا گیا تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

حکم ہوا کہ، (i) کہ اپیل کنندہ کی رٹ بابت حکم امتناعی کے لیے درخواست منظور نہیں کی جا سکی کیونکہ ایکسائز کمشنر نے اپنے اختیار بذریعے استعمال کیا (حالانکہ تھوڑا بے قاعدہ تھا کیونکہ معاملہ مناسب راستے سے اس تک نہیں پہنچا تھا) اور حالات کے تحت اس کی طرف سے فروخت کی منسوخی مناسب تھی۔

T(ii) کو معاہدہ دینے میں ڈپٹی کمشنر کی بعد کی کارروائی غلط تھی کیونکہ دفتر کی رازداری میں اپنائے گئے کسی خاص معاملے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے عارضی طریقہ کار کی من مانی اصلاح کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

(iii) قانون سازیہ نے جس بات پر اصرار کیا ہے وہ یہ ہے کہ جہاں بھی قواعد میں فراہم کردہ نیلامی اور ٹینڈر کے طریقوں سے انحراف ہوتا ہے، وہاں روانگی کو حکومت کی طرف سے منظور کیا جانا چاہیے اور اسے "مطلع" کیا جانا چاہیے۔ اس معاملے کو کسی کم اختیار کی ثالثی صوابدید پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔

(iv) اپیل کنندہ کی طرف سے ٹی کو دیے گئے معاہدے کو منسوخ کرنے کے لیے درخواست کی گئی رٹ کی راحت موجودہ معاملے میں نہیں دی جا سکی کیونکہ معاہدے کی میعاد ختم ہونے میں بمشکل پندرہ دن باقی رہ گئے تھے اور اس لیے رٹ کی منظوری غیر موثر اور بے معنی ہوگی۔

میسور ایکسائز ایکٹ کی متعلقہ دفعات اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد فیصلے میں دیے گئے ہیں۔

ریاست آسام بنام کیشب پرساد سنگھ و دیگراں ([1953] ایس سی آر 865) اور پولیس کمشنر، بمبئی بنام گوردھنداس بھانجی ([1952] ایس سی آر 135) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 212، سال 1953۔

میسور عدالت عالیہ کے سول پٹیشن نمبر 116، سال 1953 میں 10 جولائی 1953 کے فیصلے اور حکم کے خلاف آئین ہند کے آرٹیکل 133(1) کے تحت۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت، (ایچ جے امریگر اور راجندر نارائن، ان کے ساتھ) اپیل گزار کی طرف سے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

نٹور سرینواس راؤ، میسور کے ایڈوکیٹ جنرل، (آر گنپتی آئیر، ان کے ساتھ) جواب دہندگان نمبر 1 سے 3 کے لیے۔

مدعاعلیہ نمبر 4 کے لیے ایم۔ ایس کے آئینگر۔

1954۔24 مئی۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس بوس نے سنایا-

ہم ریاست میسور میں سال 54-1953 کے لیے شراب کے معاہدے کی فروخت کے ساتھ اس اپیل میں فکر مند ہیں۔

اپیل کنندہ، گروسوامی، اور چوتھا مدعاعلیہ، تھمپا، شراب کے حریف ٹھیکیدار ہیں۔ بنگلور کے شہر اور تعلقہ کا معاہدہ تیسرے مدعا علیہ ڈپٹی کمشنر نے 27 اپریل 1953 کو نیلام کیا تھا۔ اپیل کنندہ کی ماہانہ 1,85,000 روپے کی بولی سب سے زیادہ تھی، اس لیے معاہدہ اس کے حق میں کر دیا گیا، بشرطیکہ ڈپٹی کمشنر کی طرف سے باضابطہ تصدیق ہو۔ اسی دن اپیل کنندہ نے 0-12-1,99,618 روپے جمع کروائے۔

چوتھا مدعاعلیہ، تھمپا، نیلامی میں موجود تھا لیکن بولی نہیں لگائی۔ اس کے بجائے وہ اپیل گزار کی پیٹھ کے پیچھے براہ راست ایکسائز کمشنر کے پاس گیا اور 1,85,000 روپے کی پیشکش کی۔

11 مئی 1953 کو ایکسائز کمشنر نے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا:-

"حالیہ نیلامی فروخت میں موصول ہونے والی سب سے زیادہ بولی روپے 1,80,000 فی ماہ ہے۔ چونکہ سری تھمپا نے اب فی ماہ 1,85,000 روپے کی پیشکش کی ہے، اس لیے ڈپٹی کمشنر کی طرف سے کی جانے والی فروخت منسوخ کر دی گئی ہے۔ بنگلور ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ایکسائز مراعات کی فروخت کو منظم کرنے والے قواعد کے قاعدے 10 کے تحت مزید کارروائی کریں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

سری تھمپا کی طرف سے دیا گیا ٹینڈر یہاں بند ہے۔"

اسی دن ڈپٹی کمشنر نے اپیل کنندہ کو مطلع کیا کہ ایکسائز کمشنر نے فروخت منسوخ کر دی ہے اور 16 مئی 1953 کو اسے ایکسائز کمشنر کے حکم کی ایک کاپی دی گئی۔

12 مئی 1953 کو ڈپٹی کمشنر نے مندرجہ ذیل حکم دیا:

"ٹڈی فروخت.............................27 اپریل 1953 کو منعقد ہوئی، جس میں ہر ماہ 1,80,000 روپے کی بولی محفوظ کی گئی تھی۔اس فروخت کو ایکسائز کمشنر نے اس حقیقت کے پیش نظر منسوخ کر دیا ہے کہ سری ٹی تھمپا سے ماہانہ 1,85,000 روپے کا زیادہ ٹینڈر موصول ہوا ہے۔

2. ان حالات میں، سری ٹی تھمپا کے ٹینڈر کو منظور کیا گیا ہے۔"

مختلف حکام سے احتجاج اور اپیل کی گئی۔ لیکن وہ بے نتیجہ ثابت ہوئے، اس لیے 19 جون 1953 کو اپیل کنندہ نے میسور کی ریاستی عدالت عالیہ میں رٹ بابت حکم امتناعی کے لیے درخواست دی۔ درخواست کو مسترد کر دیا گیا لیکن اپیل کنندہ کو آئین کے آرٹیکل 133(1) کے تحت سرٹیفکیٹ دیا گیا اور اسی طرح یہاں آیا ہے۔

یہ معاملہ میسور ایکسائز ایکٹ، سال 1901 اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت چلتا ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 15 ڈپٹی کمشنر کے لائسنس کے بغیر شراب کی فروخت پر پابندی عائد کرتی ہے۔ دفعہ 16 میں کہا گیا ہے کہ-

"حکومت کے لیے یہ جائز ہو گا کہ وہ کسی بھی شخص یا افراد کو ایسی شرائط پر اور ایسی مدت کے لیے خصوصی یا دیگر استحقاق عطا کرے جو مناسب معلوم ہو۔

....

(2) خوردہ کے ذریعے فروخت کرنا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

....

کسی بھی مقامی علاقے کے اندر... کسی بھی ملک کی شراب۔

اس دفعہ کے تحت کسی بھی استحقاق کا کوئی مُوہوب الیہ اس وقت تک اس کا استعمال نہیں کرے گا جب تک کہ وہ ڈپٹی کمشنر سے اس سلسلے میں لائسنس حاصل نہ کرلے۔"

دفعہ 29 حکومت کو ایکٹ کی توضیعات پر عمل درآمد کے مقصد سے قواعد بنانے کا اختیار دیتی ہے۔

قواعد پر مشتمل نوٹیفکیشن کا عنوان ہے –

"...... حکومت عزت ماب میسور کے مہاراجہ نشہ آور شراب کے خوردہ فروشی کے استحقاق کو ٹھکانے لگانے کے لیے درج ذیل قواعد وضع کرنے پر راضی ہیں۔"

پھر قوائد 1 .I آتا ہے۔ جو اس طرح چلتی ہے –

"قابل وصول اشیا کے خوردہ فروشی کے استحقاق کو نیلامی کے ذریعے یا اس طرح کے دوسرے طریقے سے نمٹا دیا جائے گا جسے حکومت مطلع کرے۔"

قاعدہ 2 .I. بھی متعلقہ ہے۔ اس میں کہا گیا ہے –

"ایسے معاملات میں جہاں خوردہ فروشی کا حق حکومت کی طرف سے ٹینڈر طلب کر کے نمٹا دیا جاتا ہے، ایکسائز کمشنر کی طرف سے میسور گزٹ کے لگاتار تین تنازوں میں حکومت کی سابقہ منظوری حاصل کرنے کے بعد اس کا نوٹیفکیشن شائع کیا جائے گا۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

پھر نیلامی کے بارے میں ایک سلسلہ وار قوائد پر عمل کریں۔ ان میں سے، قاعدہ II۔ 8 ہمیں صرف نوٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ اسطرح ہے۔

> **"دکانوں کو سب سے زیادہ بولی لگانے والے کے حوالے کر دیا جائے گا، لیکن فروخت ڈپٹی کمشنر کے ذریعے باضابطہ تصدیق سے مشروط ہوگی، جو اپنی صوابدید پر کسی بھی بولی کو قبول یا مسترد کرنے کے لیے آزاد ہو گا۔ اس طرح کی باضابطہ تصدیق بولی کی قبولیت کے مترادف ہوگی جب تک کہ ایکسائز کمشنر خصوصی وجوہات کی بناپر اس پر نظر ثانی نہ کرے۔"**

آخر میں، ہم قاعدہ II.10 پر آتے ہیں. یہ اس طرح ہے:

"پہلی نیلامی یاد کانوں میں غیر فروخت شدہ دکانیں، جن کی فروخت کی تصدیق نہیں ہوئی ہے لیکن منسوخ کر دی گئی ہے، عام طور پر دوبارہ نیلامی کے ذریعے یا ٹینڈر کے ذریعے یا دوسری صورت میں بعد میں ڈپٹی کمشنر کی صوابدید پر ٹھکانے لگادی جائیں گی۔"

اس عدالت کو ریاست آسام بنام کیشب پرساد سنگھ و دیگراں ([1]) ماہی گیری کے معاملے میں مشاہدہ کرنے کا موقع ملا تھا کہ ان لائسنسوں کی فروخت آمدنی کا اتنا منافع بخش ذریعہ بنتی ہے کہ ریاستی قانون سازوں نے اس معاملے کو بلا روک ٹوک انتظامی صوابدید پر نہ چھوڑنا دانشمندانہ سمجھا ہے۔ اس کے مطابق، بھارت کے بیشتر حصوں میں ان تجارتوں کے لائسنس کو منظم کرنے اور ان پر قابو پانے کے لیے قانون سازیہ کی گئی ہے۔ قوانین منظور کیے جاتے ہیں اور ان کے تحت تفصیلی قواعد تیار کیے جاتے ہیں۔ یہ واضح ہے کہ اس سب کے پیچھے ایک پالیسی اور ایک مقصد ہے اور یہ بھی اتنا ہی واضح ہے کہ قانون سازیہ کے ذریعے لگائی گئی رکاوٹوں کو حکومت یا اس کے افسران کی رضامندی سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ قواعد ریاست اور موضوع کو یکساں طور پر پابند کرتے ہیں۔

ایکٹ اور قواعد یہ واضح کرتے ہیں کہ ریاست میسور میں شراب کا لائسنس صرف مخصوص طریقوں سے دیا جا سکتا ہے اور اس طرح کی صوابدید جو حکام پر چھوڑی جاتی ہے وہ قانون اور اصول کے ذریعے سختی سے کنٹرول کی جاتی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قاعدہ 1 دو اختیارات دیتا ہے: لائسنسوں کو یا تو نیلامی کے ذریعے فروخت کیا جانا چاہیے یا "اس طرح کے دوسرے طریقے سے جسے حکومت مطلع کرے"۔ یہ اس طرح کے دوسرے طریقے سے نہیں ہے جو حکومت کی طرف سے مطلوب ہو یا اس کے ذریعہ مناسب سمجھا جائے بلکہ اس طرح کے دوسرے طریقے سے ہے جسے مطلع کیا جا سکتا ہے۔ نوٹیفکیشن کا جوہر ہے، اور اچھی وجہ سے: یہ عوامی تشویش کے معاملات ہیں اور ریاست کے لیے اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ آمدنی حاصل ہوئی ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ تمام لوگوں کو معلوم ہو کہ گزٹ میں عوامی نوٹیفکیشن کے ذریعے کیا ہے اور یہ ضروری ہے کہ اسے من مانی عمل درآمد پر نہ چھوڑا جائے۔

قاعدہ I.2 ان بہت سی نویتوں میں سے ایک کی نشاندہی کرتا ہے جو "بصورت دیگر "ٹینڈر طلب کر کے "بصورت دیگر" طریقوں میں سے ایک لے سکتے ہیں۔ لیکن اگر اسے منتخب کیا جاتا ہے، تو ایک اور جکڑن جعلی بن جاتی ہے۔ میسور گزٹ کے کم از کم تین مسلسل تنازوں میں اشاعت کے ذریعے ٹینڈروں کے لیے عوامی اطلاع ہونی چاہیے، اور اس سے زیادہ، پہلے حکومت کی منظوری حاصل کی جانی چاہیے۔ اس قاعدے کی محتاط وضاحت ہمیں یہ ماننے سے روکتی ہے کہ اسے کسی ایگزیکٹو افسر کی مرضی اور خوشی سے نظر انداز یا نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

لیکن حکام نیلامی اور ٹینڈر کے طریقہ کار سے بندھے ہوئے نہیں ہیں؛ یہ مختلف وجوہات کی بناء پر ناپسندیدہ ہو سکتا ہے، صورتحال کی فوری ضرورت ان میں سے ایک ہے؛ اور نہ ہی وہ قاعدہ I.2 متبادل کے طور پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ ان کے پاس قاعدہ I.1 کے تحت صوابدید ہے اور وہ "بصورت دیگر" کام کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ایسا کرنا چاہتے ہیں، تو یہ ضروری ہے کہ قاعدہ I.1 کی ہدایت کے مطابق سرکاری نوٹیفکیشن میں "بصورت دیگر" طریقہ کار کی مناسب اطلاع اور تشہیر کی جائے۔ گزٹ ہر ہفتے جاری کیا جاتا ہے اور جہاں ضروری ہو گزٹ کا ایک خصوصی ایڈیشن ایک دن کے نوٹس پر جاری کیا جا سکتا ہے، اس لیے معاملے کی فوری ضرورت قواعد کو نظر انداز کرنے کی کوئی حقیقی وجہ نہیں ہے۔ قانون سازیہ نے جس بات پر اصرار کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب بھی قواعد میں فراہم کردہ نیلامی اور ٹینڈر کے طریقوں سے علیحدگی ہوتی ہے، تو روانگی کو حکومت کی طرف سے منظور کیا جانا چاہیے اور اسے "مطلع" کیا جانا چاہیے۔ اس معاملے کو کسی کم اختیار کی صوابدیدی صوابدید پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

موجودہ معاملے میں، قاعدہ I.1 کے "بصورت دیگر" حصے کو نافذ کرنے کے لیے گزٹ میں کوئی نوٹیفکیشن نہیں دیا گیا ہے، اور نہ ہی صرف اس طریقے سے ٹینڈر طلب کیے گئے ہیں جس کی قاعدہ I.2 اجازت دیتا ہے۔ اس لیے ہمارے پاس فروخت کا عام طریقہ رہ گیا ہے جس پر قواعد میں غور کیا گیا ہے، یعنی عوامی نیلامی۔

یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ معاہدہ 27 اپریل 1953 کو نیلام کیا گیا تھا۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ نے 1,80,000 روپے تک کی بولی لگائی اور یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ سب سے زیادہ بولی تھی۔ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ معاہدہ اس کے حق میں کیا گیا تھا۔ لیکن یہ حتمی نہیں تھا کیونکہ قاعدہ II.8 کے تحت فروخت واضح طور پر ڈپٹی کمشنر کی باضابطہ تصدیق سے مشروط تھی جسے بولی قبول کرنے یا مسترد کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے اپنی منظوری نہیں دی لیکن یکساں طور پر انہوں نے اپنی صوابدید کا استعمال نہیں کیا۔ لیکن اسے اس معاملے میں بے ضابطگی کے طور پر مانا جاسکتا ہے کیونکہ اگر منظوری بھی دی گئی ہوتی تو یہ ایکسائز کمشنر کے ذریعے "خصوصی وجوہات کی بنا پر" نظر ثانی کے تابع تھا۔ یہ حقیقت اس معاملے کو کمشنر آف پولیس، بمبئی بنام گوردھنداس بھانجی (1) سے ممتاز شدہ ہے۔

اب ایکسائز کمشنر نے اپنے اختیار کا تھوڑا بے قاعدگی سے استعمال کیا یہ سچ ہے کیونکہ معاملہ مناسب راستے سے اس تک نہیں پہنچا تھا؛ لیکن اس میں رٹ کے بذریعے مداخلت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس چیز کا جوہر موجود ہے اور چونکہ عدالت عالیہ اپیل عدالت نہیں تھی اس لیے اس سے دائرہ اختیار کے استعمال میں محض تکنیکی غلطی کو درست کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا تھا جو بصورت دیگر درست تھی۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایکسائز کمشنر کوئی ایسی عدالت قانون نہیں تھی جس کی ضمانت باقاعدہ اپیل دائر کرنے پر منحصر تھی۔ فروخت منسوخ کر دی گئی اور ایک وجہ بتائی گئی؛ اور یہ حقیقت کہ حکومت آمدنی کے طور پر ماہانہ 5,000 روپے اضافی حاصل کر سکے گی، یقینی طور پر ایک اچھی وجہ ہے۔ لہذا منسوخی مناسب تھی اور چونکہ اپیل کنندہ نے محض اس حقیقت کی وجہ سے لائسنس کا کوئی حق حاصل نہیں کیا تھا کہ معاہدہ اس کے حق میں ٹھکرا دیا گیا تھا (قبولیت کو منظوری کے تابع ہونا) اپیل کنندہ کی پہلی راحت جس میں اس کے حق کی تصدیق کے لیے حکم امتنائی کا مطالبہ کیا گیا تھا 1953-54 کے لیے لائسنس نہیں دیا جاسکتا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اب ہم تھمپا کو معاہدہ دینے میں ڈپٹی کمشنر کی اگلی کارروائی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ دعوی کیا گیا کہ ڈپٹی کمشنر نے قاعدہ II کے تحت اپنے اختیارات کے دائرے میں کام کیا۔ 10.II اسے ایک مکمل صوابدید دیتا ہے کہ وہ یا تو دوبارہ نیلامی کرے یا "بصورت دیگر" عمل کرے اور "بصورت دیگر" پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاتی ہے۔ یہ دلیل دی گئی کہ وہ قواعد جو قاعدہ II سے پہلے ہیں۔ II.10 ابتدائی مراحل سے نمٹنا؛ انہیں قاعدہ I.2 کے تحت نوٹیفکیشن کے ذریعے نیلامی یا ٹینڈر طلب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا ایسا دوسرا طریقہ جسے باضابطہ طور پر مطلع کیا گیا ہو؛ لیکن ایک بار نیلامی ہونے کے بعد اسے قاعدہ II.8 کے تحت منسوخ کر دیا جاتا ہے، پھر حکام اب کسی بھی قواعد کے پابند نہیں ہیں اور ایک مطلق اور بلا روک ٹوک صوابدید رکھتے ہیں۔ اس مرحلے پر صورتحال کی عجلت ایک وجہ کے طور پر آگے بڑھ جاتی ہے۔

ہم متفق نہیں ہو سکتے۔ قواعد کے ایک ہی سیٹ کے ایک ہی حصے میں ظاہر ہونے والے ایک ہی لفظ کو ایک ہی معنی دیا جانا چاہیے جب تک کہ اس کے برعکس اشارہ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو۔ "بصورت دیگر" کا مکمل مواد قاعدہ II. 1. میں بیان کیا گیا ہے۔ اسے قاعدہ II.10 میں اسی معنی میں سمجھا جانا چاہیے لیکن اس کے علاوہ، یہ، ہماری رائے میں، قانون سازیہ کی پالیسی کے منافی ہو گا جو یہ ہے کہ ریاستی محصولات کے اس طرح کے نتائج کے معاملات کو من مانی اور دفتر کی رازداری میں نہیں نمٹا جا سکتا۔ جو کچھ بھی کیا جاتا ہے وہ یا تو قواعد کے تحت یا کسی نوٹیفکیشن کے تحت کیا جانا چاہیے جو اتنی ہی تشہیر حاصل کرے اور اتنی ہی طاقت کا حامل ہو، اور جس کا بڑے پیمانے پر لوگوں کو نوٹس چاہیے۔ کسی خاص معاملے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایڈہاک طریقہ کار کی من مانی اصلاح کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے تھمپا کو معاہدہ دینا غلط تھا۔

اگلا سوال یہ ہے کہ کیا اپیل کنندہ رٹ کے ذریعے اس کی شکایت کر سکتا ہے۔ ہماری رائے میں، وہ ایک عام معاملے میں ایسا کر سکتا تھا۔ اپیل کنندہ ان معاہدوں میں دلچسپی رکھتا ہے اور اسے ریاست کے قوانین کے تحت وہی سلوک حاصل کرنے کا حق حاصل ہے اور اسے کسی اور کی طرح ہی موقع دیا جائے گا۔ یہاں ہمارے پاس تھمپا ہیں جو نیلامی میں موجود تھے اور جنہوں نے بولی نہیں لگائی تھی- ایسا نہیں ہے کہ اگر وہ ایسا کرتا تو اس سے کوئی فرق پڑتا، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے اپیل کنندہ کو منع کرنے کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کوئی کوشش نہیں کی۔ اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو یہ واضح ہے کہ اپیل کنندہ نے اپنی بولی خود لگائی ہوتی۔ ٹینڈر کا طریقہ کار یہاں کھلا نہیں تھا کیونکہ کوئی اطلاع نہیں تھی اور اس لمحے کے معاملے کو مقابلہ کرنے میں دلچسپی رکھنے والوں اور بے چین افراد کی پشتوں کے پیچھے رکھنے کا اپنایا گیا طریقہ بلاجواز ہے۔ اس کے علاوہ، اس معاملے میں خود ہی ریاست کو نقصان پہنچتا کیونکہ، جیسا کہ ہم نے کہا ہے، محض حقیقت یہ ہے کہ اپیل کنندہ نے اس رٹ کو اتنے جوش و خروش سے آگے بڑھایا ہے کہ اس سے زیادہ بولی لگ سکتی تھی۔ لیکن گہرے تحفظات بھی خطرے میں ہیں، یعنی تعصب اور اقربا پروری اور بدعنوانی کا خاتمہ: یہ نہیں کہ ہم تجویز کرتے ہیں کہ یہ یہاں ہوا ہے، لیکن اس معاملے میں جو کچھ ہوا ہے اس کی اجازت دینے سے ان برائیوں کے لیے دروازہ کھلا رہ جائے گا جن سے قانون سازیہ نے اپنی دانشمندی سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سب قانون سازی پالیسی کے لئے ضروری ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا ہم عام طور پر اپیل کنندہ کو وہ رٹ دیتے جو وہ چاہتا ہے۔ لیکن، اس وقت کی وجہ سے جو یہ معاملہ ہم تک پہنچنے میں لگا ہے (ایک ایسا نتیجہ جس کے لیے اپیل کنندہ کسی بھی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے، کیونکہ اس نے جلد سماعت کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے)، معاہدے کا بمشکل پندرہ دن باقی ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس معاہدے (1953-54) کا ایکسائز سال جون کے اوائل میں ختم ہو رہا ہے۔ لہذا ایک رٹ غیر موثر ہوگی اور چونکہ بے معنی رٹ جاری کرنا ہمارا رواج نہیں ہے اس لیے ہمیں اس اپیل کو مسترد کرنا چاہیے اور اپیل کنندہ کے مواد کو قانون کے بیان کے ساتھ چھوڑ دینا چاہیے۔ لیکن چونکہ اس نے حقیقت میں اپنا مقدمہ جیت لیا ہے اور ان حالات کی وجہ سے اپنی فتح کا پورا پھل حاصل کرنے سے روک دیا گیا ہے جن کے لیے وہ ذمہ دار نہیں ہے، ہم ہدایت دیتے ہیں کہ پہلا مدعا علیہ، ریاست میسور، اور چوتھا مدعا علیہ، تھمپا، اپیل گزار کو یہاں اور عدالت عالیہ میں اپنے اخراجات ادا کریں۔ دوسرے جواب دہندگان اپنے اخراجات خود برداشت کریں گے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document